بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ہیئر ٹرانسپلانٹ کروایا ہو تو سر کے مسح کا حکم

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے گنجے پن کی وجہ اپنے سر میں اپنے ہی بال نکلوا کر سر میں مختلف حصوں میں لگائے ہیں جس کی وجہ سے سر میں زخم ہو گئے ہیں، ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اس کے اوپر ہاتھ نہیں پھیرنا ورنہ ایک تو بال اتر جائیں گے دوسرا اس کے زخم بھی خراب ہو جائیں گے، ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جب وضو میں مسح کرنا ہو تو ہاتھ پھیرنے کی بجائے، شاور سے سر پر پانی ڈال لیا جائے، لیکن ہاتھ نہ پھیرا جائے تو کیا اس طرح شرعاً وضو ہو جائے گا یا ہاتھ پھیرنا ہی ضروری ہے؟

## جواب

پوچھی گئی صورت میں اگر سر کے کم از کم چوتھائی حصے تک پانی کی تری پہنچ جائے، اگرچہ ہاتھ نہ پھیرا جائے، تب بھی وضو ہو جائے گا، کیونکہ سر کے مسح میں اصل مقصود، سر کے چوتھائی حصے تک تری پہنچانا ہے۔ اسی لیے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بارش میں بھیگ جائے یا تالاب میں اس طرح نہائے کہ اس کے سر کے بال تر ہو جائیں، تو سر پر الگ سے ہاتھ پھیرے بغیر بھی مسح کا فرض مکمل ہو جاتا ہے۔

البتہ ایسی صورت میں اگرچہ وضو درست ہو جائے گا، لیکن مسح کی سنت ادا نہیں ہو گی کیونکہ سنت طریقہ یہ ہے کہ سر پر ہاتھ پھیر کر مسح کیا جائے۔ ہاں اگر یہاں ہاتھ پھیرنے میں زخم خراب ہونے کا واقعی اندیشہ ہے تو اب ہاتھ پھیرنے میں حرج نہیں۔

یہ یاد رہے کہ اگرچہ فرض مسح کی ادائیگی میں سر کے چوتھائی حصہ پر تری پہنچا دینا ہی کافی ہے، لیکن بلا ضرورت شرعی ہاتھ سے مسح نہ کرنا مکروہ و خلاف سنت ہے کہ شریعت مطہرہ نے سر کے چوتھائی حصہ پر تری پہنچانے کے ساتھ ساتھ، مسح کے عمل کا بھی حکم دیا ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ بھی مسح میں سر پر ہاتھ پھیرنا ہے۔ لہذا بغیر کسی عذر کے مسح میں ہاتھ پھیرنے کے عمل کو ترک نہ کیا جائے، بلکہ سنت طریقے پر ہی عمل کیا جائے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ انسانی بالوں کے ذریعے سر کے گنجے حصہ کی پیوندکاری کرنا، خواہ اپنے یا کسی دوسرے انسان کے بالوں سے ہو، یہ ناجائز و حرام ہے، لہذا اب اس گناہ سے توبہ کرنا بھی لازم ہے۔

**وضو میں مسح کرنے کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:** ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "اور سروں کا مسح کرو۔"

(القرآن الکریم، پارہ 6، سورۃ المائدۃ، آیت 6)

ہاتھ سے سر کا مسح کرنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اس بارے میں سنن ابو داؤد کی حدیث مبارک میں ہے : ”عن عمرو بن يحيى المازني، عن أبيه أنه قال لعبد الله بن زيد بن عاصم، وهو جد عمرو بن يحيى: هل تستطيع أن تريني كيف كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله سلم يتوضأ؟ فقال عبد الله بن زيد: نعم، فدعا بوضوء فأفرغ على يديه فغسل يديه، ثم تمضمض واستنثر ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا، ثم غسل يديه مرتين مرتين إلى المرفقين، **ثم مسح رأسه بيديه فأقبل بهما وأدبر بدأ بمقدم رأسه ثم ذهب بهما إلى قفاه، ثم ردهما حتى رجع إلى المكان الذي بدأ منه،** ثم غسل رجليه“ ترجمہ : حضرت عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا : کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : "ہاں" پھر انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا، چنانچہ پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑا۔ اس کے بعد تین مرتبہ چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دو دو مرتبہ دھوئے۔ **پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا، دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کیا، پھر انہیں گدی تک لے گئے، اس کے بعد واپس اسی جگہ لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔** آخر میں دونوں پاؤں دھوئے۔ (سنن ابی داوٗد، کتاب الطہارۃ، ج 1، ص 45، مطبوعہ ہند)

**وضو میں مسح کا معنی تری پہنچانا ہے اس حوالے سے علامہ شمس الدین ابن کمال پاشا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "الاِیضاح فی شرح الاِصلاح" میں لکھتے ہیں :** ”**وفي الشرع: إصابة البلل** سواء كانَ المصاب عضواً أو غيره، كالخف والسيف ونحوه، وسواءٌ كانَتِ الإصابة باليد أو بغيرها، يرشدك إلى هذا أَنَّهُ لو أصابَ رأسه أو خفه من ماء المطر قدر المفروض أجزأه مسحه باليد أو لم يمسحه“ ترجمہ : **اور شریعت میں مسح سے مراد تری کا پہنچانا ہے،** خواہ جس پر تری پہنچائی جا رہی ہے وہ عضو ہو یا اس کے علاوہ ہو جیسے موزہ اور تلوار وغیرہ، اور خواہ تری ہاتھ کے ذریعے پہنچائی جائے یا کسی اور چیز کے ذریعے، اس بات پر یہ مسئلہ دلیل ہے کہ اگر کسی کے سر یا موزے پر فرض مقدار کے برابر بارش کا پانی پہنچ جائے، تو مسح کافی ہو جائے گا چاہے اس نے ہاتھ سے مسح کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ (الاِیضاح فی شرح الاِصلاح، ص 15، بیروت)

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں : ”اقول: معنی المسح الواجب فی الوضوء اصابة بلة ولو فی ضمن اسالة لا ما یباینها والا لما تأدی بغسل الراس واصابة المطر و الانغماس وهو باطل قطعا قال فی الفتح والحلیة والبحر وغیرها الألة لم تقصد الا للایصال الی المحل فاذا اصابه من المطر قدر الفرض اجزاء (اقول) یعنی میں بیان کرتا ہوں کہ **وضو میں جو مسح واجب ہے اس کا معنی ہے تری پہنچانا اگرچہ پانی بہانے ہی کے ضمن میں ہو۔** اس کا معنیٰ وہ نہیں جو پانی بہانے کے مباین ہو ورنہ یہ (فرض مسح) سر کو دھونے، بارش پہنچنے، اور غوطہ کھانے سے ادا نہ ہوتا۔ اور یہ قطعاً باطل ہے۔ فتح القدیر، حلیہ اور بحر وغیرہا میں ہے : ذریعہ و آلہ صرف محل تک پہنچانے کے لئے مقصود ہے۔ تو اگر مقدار فرض پر بارش کا پانی پہنچ جائے کافی ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج 4، ص 237، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**مسح میں اصل مقصود فعل نہیں، بلکہ سر پر تری پہنچانا ہے** اس بارے میں حضرت علاء الدین، ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ”ولو أصاب رأسه المطر مقدار المفروض أجزأه مسحه بيده أو لم يمسحه؛ لأن الفعل ليس بمقصود في المسح، وإنما المقصود هو وصول الماء إلى ظاهر الشعر، وقد وجد“ ترجمہ: اگر وضو کرنے والا کے سر پر بارش کا پانی فرض حصے کی بقدر پہنچ گیا تو یہ اس کو مسح سے کفایت کرے گا چاہے اس نے اپنے ہاتھ سے مسح کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ **مسح میں مقصود فعل نہیں ہے بلکہ مقصود بالوں کے ظاہر پر پانی کا پہنچنا ہے وہ یہاں پایا گیا۔** (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج 1، ص 5، بیروت)

**وضو میں مسح کی جگہ سر دھونے کے مکروہ ہونے کے حوالے سے** فتاوی ہندیہ اور محیط برہانی میں ہے: ”(والفظ للاخر) وإذا غسل الرأس مع الوجه أجزأه عن المسح هكذا ذكر شيخ الإسلام رحمه الله؛ لأن في الغسل مسح وزيادة ولكن يكره لأنه خلاف ما أمر به“ یعنی: جب چہرے کے ساتھ سر بھی دھولیا تو وہ اسے مسح سے کفایت کرے گا یعنی مسح کی ضرورت نہیں اسی شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کیونکہ دھونے میں مسح بھی ہے اور اس سے زیادت بھی لیکن اس طرح کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا ہو) کی خلاف ورزی ہے۔ (فتاوی ہندیہ، ج 1، ص 6، بیروت) (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ج 1، ص 47، بیروت)

**ہاتھ سے مسح نہ کرنے کے حوالے سے** امام اہل سنت اعلی حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن تحریر فرماتے ہیں: ”شبنم: اقول: یعنی جبکہ پتّوں پھُولوں پر سے یا پھیلے ہوئے کپڑے نچوڑ کر اتنی جمع کرلی جائے کہ کسی عضو یا بقیہ عضو کو دھو دے مثلاً روپے بھر جگہ پاؤں میں باقی ہے اور پانی ختم ہوگیا اور شبنم جمع کئے سے اتنی مل سکتی ہے کہ اُس جگہ پر بہ جائے تو تیمم جائز نہ ہوگا یا **اوس میں سر برہنہ بیٹھا اور اس سے سر بھیگ گیا مسح ہوگیا اگر ہاتھ نہ پھیرے گا وضو ہوجائیگا اگرچہ سنّت ترک ہوئی** یوں ہی شبنم سے تر گھاس میں موزے پہنے چلنے سے موزوں کا مسح ادا ہوجائے گا جبکہ شبنم سے ہر موزہ ہاتھ کی چھنگلیا کے طول و عرض کے سہ چند بھیگ جائے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 2، صفحہ 460، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**انسانی بالوں کی پیوندکاری کے حرام ہونے کے بارے میں** صحیح بخاری میں ہے: ”عن عائشة رضی اللہ تعالی عنها ان جارية من الانصار تزوجت وانها مرضت فتمعط شعرها فأرادوا ان يصلوها فسألوا النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال لعن اللہ الواصله والمستوصلة“ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی اور وہ بیمار ہوگئی تو اس کے سر کے بال کسی بیماری سے جھڑ گئے، پس لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس کے سر کے بالوں میں کسی دوسری عورت کے سر کے بالوں کو جوڑ دیں، تو انہوں نے یہ مسئلہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالی بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے والی پر لعنت فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر، ج 02، ص 878، مطبوعہ کراچی)

**الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ** میں ہے: ”ذهب الجمهور الفقهاء: الحنفية فی المذهب والمالكية والشافعية والحنابلة فی المذهب الى ان وصل الشعر بشعر آدمی حرام، سواء كان شعر امرأة او شعر رجل وسواء كان شعر محرم او زوج او غيرهما“ ترجمہ: جمہور فقہاء: حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مؤقف یہ ہے کہ بالوں میں انسان کے بال لگانا حرام ہے، خواہ وہ عورت کے بال ہوں

یا مرد کے، خواہ محرم مرد کے یا شوہر کے یا ان کے علاوہ کے ہوں (سب حرام ہے)۔ (موسوعہ فقہیہ کویتیہ، ج42، ص345، کویت)

بحر الرائق، تبیین الحقائق، اختیار لتعلیل المختار، درمختار اور فتاوی ہندیہ میں ہے: ”(واللفظ للآخر): ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرھا او شعر غیرھا“ ترجمہ: آدمیوں کے بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنا حرام ہے خواہ وہ بال اسی کے ہوں یا کسی دوسرے آدمی کے۔ (فتاوی ہندیہ، ج05، ص358، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-10077

تاریخ اجراء: 17 محرم الحرام 1448ھ/03 جولائی 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net